ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

بیم ورجا میں یقینِ واثق، تاشفینِ حجازی

ڈاکٹر طارق بن عمر

انچارج شعبہ اردو،

اسسٹنٹ پروفیسر،

شعبہ اردو، جامعہ شاہ عبداللطیف، خیر پور۔

Abstract:

"Yousuf Bin Tashfeen" is a historical novel by Naseem Hijazi which tells the story of Andulus during the dark ages of Europe. During this period, Andulus which was a touch bearer of light for entire Europe was sinking into the depths of darkness. This novel highlights the sad down fall of the glorious nation. This period witness social ups and downs of the falling nation. Yousuf Bin Tashfeen as a character marks the life of an individual who win against odds by sheer dint of his commitment and strong determination. It suggests that man of commitment can never be defeated. To sum up, this novel depicts the present, past and future of its time with all its historical aspects and characteristics.

تخلیص: نسیم حجازی کا ناول "یوسف بن تاشفین "ایک ایسا ناول ہے، جو اندلس کے اُس دور کی کہانی سناتا ہے، جب یورپ علم کی روشنی سے منور کرنے والا خود اندھیروں میں ڈوبتا جارہا تھا۔ زوال پذیر قوم کی ایک ایسی داستان جس نے اپنے عہد کی معاشرت کو بدل کرر کھ دیا تھا۔"یوسف بن تاشفین "ایک ایسا کردار جو اپنے عزم و حوصلے سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اگر ارادہ مضبوط ہو تو انسان کو کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی، یہ ناول اپنے اندر ماضی، حال اور مستقبل کو پوری طرح اپنی جُزئیات سمیت سمیٹے ہوئے ہے۔

کلیدی الفاظ: یوسف بن تاشفین، اُندلس، زوال، عروج، حقیقت۔

نسیم حجازی نے "اکیس ابواب "پر مشتمل ایک جامع اور بھرپور ناول "یوسف بن تاشفین " کے نام سے لکھا۔ یہ ناول اپنے اندر ایک ایسا سحر رکھتا ہے، جس نے شروع سے لے کر آخر تک قاری کو سحر میں جکڑے رکھتا ہے۔ اِس ناول میں اُس معاشرے کی کہانی کو بیان کیا گیا ہے کہ جب پورا یورپ اندھیرے سے روشنی کی جانب گامزن تھا، تو خود روشنی بکھیرنے والا خطہ تاریک راہوں کا مسافر بنتا جارہا تھا۔ ایک ایسی داستان جو یہ ثابت کرتی ہے کہ آسمان کی بلندیوں کو چھونے وال قوم کیسے زمین کے پاتال میں چلی جاتی ہے۔

نسیم حجازی لکھتے ہیں:

> "آفتاب، کی چمک کے تناظر میں وہ ستارے بھول جاتے ہیں، جنھوں نے اندھیری رات میں اُن قافلوں کو راہ دکھائی جو بھٹکتے جارہے تھے۔۔۔۔جو قوم عظمت کے تاج محل کو شاجہاں کے خواب تعمیر سمجھنے لگتی ہے، لیکن تاج محل کی شان و شوکت خاموش معماروں کی بدولت ہی ممکن ہوئی، کہ ماتھے سے بہنے والا پسینا پتھر کو موتی کی چمک عطا کرتا ہے۔۔۔۔یوسف بن تاشفین، جو اُندلس کے مسلمانوں کے لیے آزادی و مسرت کا پیغام لے کر آیا تھا۔ اور اُن کی نمود گمنام مجاہدوں کی قربانیوں کا نتیجہ تھی، جنھوں نے مصیبتوں کی اندھیری راتوں میں اُمید کی قندیلیوں کو بلند کیا تھا۔"[۱]

معاشرے میں تغیرات کس طرح جنم لیتے ہیں، نسیم حجازی نے اِس ناول میں اِس بات کو اُجاگر کیا ہے، آپ نے کچھ کردار اس طرح تخلیق کیے کہ جیسے وہ تاریخ میں واقعی موجود تھے، اِن تخیلاتی کرداروں کی بدولت آپ نہ صرف کہانی کو آگے بڑھاتے رہے بلکہ اُن احساسات وجذبات کو بھی پیش کیا، جنہوں نے معاشرے پر انمِٹ نقوش چھوڑے۔ جب کوئی معاشرہ عروج سے زوال کی جانب گامزن ہوتا ہے تو مختلف طبقات کسی بھی معاشرے میں کس طرح جنم لیتے ہیں، اور طواق الملوکی افراد کو کس طرح بکھیر کرر کھ دیتی ہے یوں جو نازک صورتِ حال پیدا ہوتی ہے، تو اِس ساری صورتِ حال کے ردِ عمل میں کچھ ایسے افراد ضرور سامنے آتے ہیں، جو اپنی فکری بصیرت کے مطابق اتحاد واتفاق کو قائم رکھنے میں میدانِ عمل میں آموجود ہوتے ہیں، زندگی کے ہر اُس جُز کو پیش کیا، کہ افراد کی نئی سوچ، معاشرے میں کیا اور کس طرح تبدیلیاں لاتی ہیں۔ شدتِ احساس تو کہیں پر جذبے حاوی ہوتے رہتے ہیں۔ نسیم حجازی نے اِن اجزاء کو بھی مدِ نظر رکھا۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

> "مکافاتِ عمل ایک اٹل قانون ہے۔ ہر زمانے میں حتمی اور سچا ثابت ہے۔ ایک انسان کی زندگی سے، اقوام کی حیات تک میں یہ قانون آموجود ہوا ہے۔ عروج و تنزل کی عبرت انگیز تاریخ نے عظیم مملکتوں، حکومتوں کو شکست وریخت کے افسانے بنا دیا، نظریاتی تحریکوں اور قدیم مذاہب کے ساتھ ترقی معکوس کی داستانیں اُس قانونِ الٰہی اثرانگیزی پر گرہ ہیں۔"[۲]

ہسپانیہ کے اُس معاشرے کے حالات کو نسیم حجازی نے ایک بہت ہی خوب صورت انداز دیا، طوائف الملوکی کا دورہ تھا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ آج ہمارا معاشرہ بھی اُسی راستے پر گامزن ہے، جب کئی دہائیوں پہلے مسلم ہسپانیہ زوال کا شکار ہو رہا تھا۔

> "زوال سے مراد قوم کی ایک ایسی حالت، کہ جو وہ جب شکست کی منزل سے گزر جائے اور پستی کی انتہا تک چلی جائے تو اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لیے پھر وہ دوسری اقوام کی محتاج بن جاتی ہے۔ جب خودارادیت کم ہو جائے۔۔۔۔۔ سیاسی، معاشی و سماجی حیثیت میں دوسری اقوام کی دستِ نگر بن جائے تو اُس میں علمی، تخلیقی اور فنی صلاحیتیں محروم ہو جاتی ہیں۔ یوں رومانی واخلاقی اقدار کا ذکر لاحاصل ٹھر جاتا ہے۔ ایک زوال پذیر قوم جب اپنی خودارادیت کھودے تو، وہ نہ صرف اغیار کی محتاج ہو جاتی ہے بلکہ، اخلاقی اقدار اور اعلیٰ روحانی اثرات کی امانت کو زیادہ عرصے تک محفوظ نہیں رکھ سکتی۔"[۴]

نسیم حجازی نے واقعات کا تسلسل برقرار رکھا، اِس کے ساتھ ساتھ عیسائیوں کی سازشیں اور اُن کی ہوس گیری کو بھی نمایاں کیا۔ معتمد کی لالچی طبیعت اور غدارانہ سوچ نے جو اثرات مرتب کیئے، اُسی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نسیم حجازی نے "ایک ملک اور کئی بادشاہ" کے نام سے دوسرا باب مرتب کیا۔ اَنا پرستی، تعصب، جہالت نے مسلم اسپین کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا۔ زندگی ایک ایسی کشمکش کا شکار بن کر رہ گئی، جس کا مداوا ممکن ہی نہ تھا، مایوسیوں نے چاروں جانب اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے، ہر مسلم اپنے اندر ایک بے مقصدیت کو محسوس کر رہا تھا، انسانیت کہیں کھوگی تھی، تہذیب گم ہو گئی تھی، معاشرتی انحطاط نے ایک کرب کی سی صورتِ حال کو جنم دیا تھا، "یوسف بن تاشفین" ہسپانیہ کی شان و شوکت کو لوٹانا چاہتا تھا، کرداروں کے خَدوخال الفاظ کا چناؤ اور پھر ساتھ ساتھ معاشرے کا انحطاط، نسیم حجازی نے کرداروں کی مدد سے اِس ناول میں بھرپور انداز سے پیش کیے ہیں۔

اِس ناول میں واقعات تیزی سے آگے بڑھتے ہیں، پورا ہسپانیہ طوائف الملوکی میں ڈوبا ہوا تھا، نسیم حجازی نے اُن حالات و واقعات کو مکمل طور پر اپنے سامنے رکھا، آپ کی ناول نگاری میں ایک یہ بھی خاص بات تھی کہ واقعات کی حیثیت کو کبھی بھی پسِ پُشت نہیں رکھا، انسان کی زندگی میں رومانیت کا عمل دخل کسی حد تک ہوتا ہے، انسان دکھ سُکھ میں اپنا کیا ردِ عمل دکھاتا ہے، نسیم حجازی نے اپنے کرداروں کے زریعے پیش کیا۔

انسانی جبلت عمل کو کس طرح پیدا کرتی ہے۔ جو ایک انسان کی فطرت ہے، انسانی معاشرہ جیسے جیسے تبدیلی کی جانب گامزن رہتا ہے۔ ویسے انسانی خواہشات میں بھی تبدیلیاں ہوتی جاتی ہیں۔ حُسن و محبت ایک فرد کی زندگی کو مکمل طور سے بدل دیتا ہے۔ اِس لہر میں انسان اپنے شعور کے ساتھ بہت دور تک نکل جاتا ہے، کسی بھی جذبے کی اہمیت زندگی میں کیا ہوتی ہے، انہی جذبوں کی بدولت ایک انسان خیالوں کو ایک وسیع معنوں میں سمجھتا ہے۔ نسیم حجازی نے اِس ناول میں "سعد" کے کردار کو اہمیت دی ہے۔ زمانے کے نشیب و فراز سے گزرتا ہوا جب سعد گھر پہنچتا ہے تو، وہ کہانی جنم لیتی ہے، جسے کائنات میں ایک حَسین فطرت قرار دیا گیا ہے۔

> "بے حس و حرکت بیٹھی میمونہ ایک لمحے میں اُٹھی اور صحن میں آگئی۔۔۔۔۔ کون آیا ہے غرناطہ سے؟ دل کی دھڑکنیں سوال کا جواب دے رہیں تھیں۔۔۔۔۔ خاموش مُسکراہٹیں قہقہوں میں تبدیل ہو چکی تھیں۔۔۔۔۔ سعد! کیا یہ تم ہو سکتے ہو۔۔۔۔۔؟ سعد کا نام ایک مضراب تھا۔۔۔۔۔ جس نے زندگی کے خاموش تاروں کو چھیڑ کہ نغموں کی ایک نئی دنیا بیدار کر دی تھی۔"[۴]

پندرہویں باب تک آتے آتے یوسف بن تاشفین ایک نجات دہندہ بن کر ہسپانیہ میں وارد ہوتا ہے۔ یہاں ایک پہلو یقیناً قابلِ غور ہے کہ آخر نسیم حجازی نے کیوں اتنی وجوہات پیش کرنے بعد کہانی کے اصل کردار کو سامنے لے کر آئے۔

ناول "یوسف بن تاشفین" میں جذباتی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اُن حقیقتوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جو سماجی و معاشرتی اثرات کو بھی اُجاگر کرتیں ہیں۔ دو بادشاہوں کے درمیان کی خط و کتابت کو نسیم حجازی نے حالات و واقعات کے تناظر میں خوب بیان کیا ہے۔

> "امیر یوسف نے اس کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھوایا،
> میں نے سُنا ہے کہ تم اندلس کے بعد افریقہ فتح کرنے کا ارادہ رکھتے تھے،
> میں وہاں تمہارا انتظار نہ کر سکا۔ اب میں خود اندلس پہنچ گیا ہوں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

تمہارے لیے صرف تین راستے ہیں، اسلام قبول کرلو تو تم ہمارے بھائی ہو، اگر منظور نہیں تو تمہیں جزیہ دینا پڑے گا۔ اگر یہ بھی منظور نہیں تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ!

الفانسو طاقت کے نشے میں چُور تھا۔ اس نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ تم موت کی تلاش میں یہاں آئے ہو، اُندلس میرا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے مجھ سے نہیں چھین سکتی۔ اگر تمہارے سپاہی اپنی زندگی سے بیزار نہیں ہوگئے، تو اب بھی موقع ہے کہ وہ اپنے ملک واپس چلیں جائیں!

کاتب نے الفانسو کا خط پیش کیا تو افریقہ کے مجاہد نے اپنے قلم سے اس کے ایک کونے پر یہ الفاظ لکھ دیئے۔

جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ تم خود ہی دیکھ لوگے۔"[۵]

جب یوسف بن تاشفین فتح یاب ہو کر افریقہ واپس جاتا ہے تو ہسپانیہ میں بے چینی، طوائف الملوکی دوبارہ قدم جمانے لگتی ہے۔ یوسف بن تاشفین دوبارہ آکر معتمد کو گرفتار کر کے افریقہ بھیج دیتا ہے۔ اور سیر بن ابو بکر کو اپنا نائب مقرر کر کے واپس چلا جاتا ہے۔ نسیم حجازی نے ناول کا اختتام سعد بن عبدالمنعم کے الفاظ میں اُس تقریر پر کیا ہے۔ جو آج بھی موجودہ حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، ہمارے لیے ایک ایسی مشعلِ راہ ہے، جو ہمارے مستقبل کو نئی راہیں اور نئی شمعیں فراہم کرتی ہے۔

"ہسپانیہ کے حکمران کی گمراہی و نااہلی جو ہم نے دیکھی اور کرب ترین دور ہمارے سامنے گزرا۔ اس کے باوجود خوشامدی ایبوں و شاعروں نے حکمرانوں کی نسبت کچھ کم جرم نہیں کیئے، انھوں نے ہر بُرے فعل کی تعریف میں زمین و آسمان کی قلابیں ملا دیتے تھے۔۔۔۔۔ ہم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حق و صداقت سے جو قوم منہ پھیر لیتی ہے ذوالنون، مامون، ابنِ عکاشہ اور یحییٰ القادر جیسے ہی افراد پیدا ہوتے ہیں، جو انسانوں کی بستیوں کو درندوں سے مکمل طور پر بھر دیتے ہیں۔ یوں پھر قدرت اس کی اعانت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ پھر یوں اس کا ہر قدم تنزلی کی جانب اُٹھتا ہی جاتا ہے، اور پھر جو قوم خلوص کے ساتھ خدا کی راہ پر گامزن ہو جاتی ہے، تو پھر قدرت اُسے عبدالرحمٰن اور طارق جیسے سالار عطا کرتی ہے، دنیا کی رزم گاہوں میں فتوحات اُن افراد کے پاؤں چومتی ہے، جن کا ہر قدم بلند تر ہوتا جاتا ہے، ہم احسان فراموش نہیں، ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اُن کی عظیم الشان قربانیوں کا ایک بلند مقصد تھا۔ وہ قربان ہی اس لئے ہوئے کہ ہسپانیہ میں اسلام کا پرچم بلند رہے۔ انھوں نے قربانیاں اس لئے دیں کہ خدا کی زمین پر خدا کا قانون ہی رائج ہو۔۔۔۔۔ ہمیں اُنھوں نے آزادی کی نعمت سے سرفراز کیا ہم اپنی آنے والی نسلوں کے لئے غلامی کی لعنت کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔"[۶]

اِس ناول کا سب سے اہم کردار "یوسف بن تاشفین" کا ہے، جس پر پورے ناول کا دار و مدار ہے۔ اگرچہ کہ یہ کردار ناول کی ضخامت کو دیکھتے ہوئے، کچھ دب سا گیا ہے، لیکن پھر بھی نسیم حجازی نے اِس کے اخلاق و شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ مشکل و بدترین حالات میں جس پختگی اور صبر کا مظاہرہ کیا، وہ قابلِ ستائش ہے، البتہ واقعات اور حالات کا تقاضہ تھا کہ یوسف بن تاشفین کی شخصیت کو ابھی مزید اجاگر کیا جاتا۔ اِس کے علاوہ دوسرے اہم کرداروں میں سعد اور میمونہ کا بھی ہے۔ ہسپانیہ کے زوال پزیر معاشرے میں اِن کرداروں کا عشق و محبت عین فطرت ہے۔ بلکہ اپنی ذمہ داریوں سے بھی واقف ہیں اور اُسے بھرپور طریقے سے ادا بھی کیا۔ جو ہسپانیہ کی سرزمین نے احساس دلایا تھا، اُسے ہر ممکن طریقے سے پورا کرنے کی کوشش کی۔ اِس ناول میں عبدالمنعم کا کردار جہاں ایک جانب حوصلہ مندی کا ثبوت دیتا ہے، تو وہیں پر دوسری جانب ثابت قدمی اور اپنے بیوی بچوں کے لیے فکر مند اور اس کے ساتھ ساتھ اُن کی تعلیم اور تربیت پر بھی نظر رکھی۔ ملک کی خوشحالی اولین مقاصد میں سے رہی۔ ملکہ رمیکیہ جو اپنے حُسن کی آگاہی رکھتی تھی، یحیٰ عبدالقادر جیسے ملت فروش بھی ہمیں اِس ناول میں نمایاں نظر آتے ہیں نسیم حجازی نے اِن سب کرداروں کو کچھ ایسا انداز دیا کہ یہ کردار آج ہمارے چاروں جانب بھی نظر آتے ہیں۔

نسیم حجازی نے ناول نگاری میں جو منظر نگاری کی ہے، وہ حقیقت سے اِس حد تک قریب ہے کہ پڑھنے والا ایسا محسوس کرتا ہے، جیسے وہ خود اُس حالات و واقعات کا حصہ ہو، میدانِ کارساز گرم ہو یا حسن و محبت کی رعنائیاں عروج پر ہوں، احساسات و جذبات کی منظر کشی رنگ میں رنگ دینا، آسان نہیں، کرداروں کو فطرت کا رنگ بھی دینا اور انھیں فطرت سے ہٹنے بھی نہ دینا، نسیم حجازی کو یہ سلیقہ آتا تھا کہ وہ یہ تمام مراحل خیر و خوبی سے طے کر دیئے۔ ہسپانیہ جو زوال کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا، اِس کی منظر نگاری کی ایک اچھی سی تصویر اس ناول میں بہت عمدگی سے پیش کی گئی ہے۔

"جب اندلس میں اِسی طرح اموی عصبیت کا خاتمہ ہو چکا تو طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ ہر صوبے کا والی سرکش بن بیٹھا، اور باہمی کشمکش کے بعد ملک آپس میں بانٹ لیا۔ اور جس نے جس پر موقع پایا چڑھ دوڑا اور انا ولا غیری پکارنے لگا۔ اور آخر اُن لوگوں نے اُندلس کی وہی گت بنائی جو عجم دولتِ عباسیہ کی بنا چکے تھے۔ ہر ایک نے ملوکانہ القاب اختیار کیے اور شاہانہ لوازم و اطوار سے سر افتخار سے بلند کیا۔ اور چوں

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.7.No.4 2024

کہ اُندلس میں عصبیت و قومیت باقی نہ تھی۔ جواُن پر خروج کرتی یااُن کا کچھ بگار سکتی اس لیے ہر ایک اپنی اپنی جگہ اطمینان و فارغ البالی سے سلطنت کرنے لگا۔[۷]"

نسیم حجازی کو جنگ کے مناظر بیان کرنے پر کمال حاصل تھا، قاری یوں محسوس کرتا جیسے وہ خود گھوڑے پر سوار ہو کر رزم گاہ میں موجود ہے۔

"اچانک سعد کی نگاہ ایک طرف مبذول ہو گئی۔ احمد ایک آہن پوش نصرانی کے ساتھ قوت آزمائی کر رہا تھا۔ اس کی تلوار بھاری زرہ پر بے اثر ثابت ہو رہی تھی۔ ایک سوار نیزہ تان کر احمد کی طرف بڑھا۔ سعد نے اچانک اپنے گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ حملہ آور کو نیزے کی ضرب سے گرا دیا، لیکن وہ گرتے ہی اٹھا اور احمد پر ٹوٹ پڑا۔ احمد کی تلوار اب بیک وقت دو تلواروں سے ٹکرا رہی تھی، اس نے ایک کو مار گرایا، لیکن دوسرے کے بھاری خود پر ایک ضرب لگانے سے اُس کی تلوار ٹوٹ گئی۔ سعد اتنی دیر میں ایک اور سوار کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد احمد کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ خالی ہاتھ اِدھر اُدھر ہٹ کر اپنے مدِ مقابل کے پے در پے حملوں سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سعد نے پیچھے سے گھوڑا آگے بڑھا کر اس کی پیٹھ پر مارا اور وہ منھ کے بل گر پڑا احمد نے بھاگ کر اُس کی تلوار چھین لی۔"[۸]

اس کے علاوہ بہت سے ایسے مقامات ہیں، جہاں منظر نگاری انتہائی مہارت سے ہمیں الفاظ کے روپ میں نظر آتی ہے۔ نسیم حجازی کا یہ ناول "یوسف بن تاشفین" اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ اپنے مقصد کو پورا کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ نسیم حجازی، یوسف بن تاشفین، س ن، جہانگیر بکس، کراچی، ص ۷-۸۔
۲۔ محمد اسماعیل، شیر خوارزم، سلطان جلال الدین، خوارزم شاہ اور تاتاری یلغار، المنمل، اثراتِ اسلامی، ۲۰۱۳ء۔ ص ۲۳۔
۳۔ افتخار حسین، آغا، قوموں کی شکست و زوال کے اسباب کا مطالعہ، مجلسِ ترقی ادب، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۰۴-۲۰۵۔
۴۔ نسیم حجازی، یوسف بن تاشفین، س ن، جہانگیر بکس، کراچی، ص ۳۸۔
۵۔ نسیم حجازی، یوسف بن تاشفین، س ن، جہانگیر بکس، کراچی، ص ۳۶۹-۳۷۰۔
۶۔ نسیم حجازی، یوسف بن تاشفین، س ن، جہانگیر بکس، کراچی، ص ۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰۔
۷۔ مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، مقدمہ تاریخ ابنِ خلدون، الفیصل، لاہور، ستمبر ۲۰۰۸ء ص ۲۵۶۔
۸۔ نسیم حجازی، یوسف بن تاشفین، س ن، جہانگیر بکس، کراچی، ص ۳۷۴۔